بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ آمین بالسر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

جب کوئی شخص سورۃ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو آمین کہے ۔ آمین آہستہ کہنا سنت ہے، چاہے وہ شخص امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد۔

(الدر المختار علی حامش رد المحتار ج2 ص237، فتاوی العالمگیریہ ج1 ص82)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے آمین تعلیم کے لیے کہی تھی اس پر دوام نہیں فرمایا تھا۔

(بذل المجہود ج2 ص101 باب التامین وراء الامام وغیرہ)

مذہب غیر مقلدین:

آمین سورۃ فاتحہ کے تابع ہے۔ جب فاتحہ آہستہ پڑھی جائے تو آمین بھی آہستہ کہی جائے اور جب فاتحہ بلند آواز سے پڑھی جائے تو آمین بھی بلند آواز سے کہی جائے۔ امام اور مقتدی کا یہی حکم ہے، البتہ اکیلے نماز پڑھنے والا آمین آہستہ کہے گا۔ لہذا ظہر اور عصر میں آمین آہستہ کہی جائے اور فجر، مغرب اور عشاء میں بلند آواز سے۔ آہستہ آمین کہنے کی کوئی صحیح صریح حدیث نہیں۔

(صلاۃ الرسول از صادق سیالکوٹی ص158،164، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز از ابو حمزہ ص183، صلاۃ المصطفی از محمد علی جانباز ص169 وغیرہ)

فائدہ: بعض غیر مقلدین نے اپنی کتب میں بلند آواز سے آمین کہنے کا اثبات کرتے ہوئے باقاعدہ عنوان قائم کیے ہیں کہ "یہودی آمین سے چڑتے ہیں۔" (صلاۃ المصطفی از محمد علی جانباز ص169)

دلائل اہل السنت والجماعت

قرآن کریم:

دلیل: آمین دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام بھی، ہر دو صورت میں آہستہ کہنا چاہیے۔

☆ **آمین دعا ہے:**

(1): قال عزوجل: قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ (سورۃ یونس:89)

تفسیر: اخرج ابو الشیخ عن ابی ہریرۃ قال کان موسیٰ علیہ السلام اذا دعا امن ھارون علیہ السلام علیٰ دعائہ یقول اٰمین۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی ج3 ص567)

(2): قال عطا، آمین دعا (صحیح البخاری ج1 ص107)

اور دعا میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے:

قال عزوجل: اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً۔ (سورۃ الاعراف:55)

☆ **"آمین" اللہ تعالیٰ کا نام ہے:**

عن ابی ہریرۃ ومجاھد وحکیم ابن جعفر وھلال بن یساف قالوا اٰمین اسم من اسماء اللہ تعالیٰ

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص316 رقم:15،16،17،18 ما ذکروا فی آمین ومن کان یقولھا، مصنف عبد الرزاق ج2 ص64 رقم:2652،2653، باب آمین)

اور اللہ کا نام آہستہ لیا جائے:

قال عزوجل: وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ۔ (سورۃ الاعراف:205)

جو بات ہم نے بیان کی ہے یہی بات امام فخر الدین الرازی الشافعی رحمہ اللہ م606ھ نے فرمائی ہے، فرماتے ہیں:

قال ابو حنيفة رحمة الله عليه اخفاء التأمين افضل، وقال الشافعي رحمة الله عليه اعلانه افضل، واحتج ابو حنيفة رحمة الله عليه علىٰ صحة قوله قال فى قوله اٰمين وجهان؛ احدهما: انه دعاء، والثانى: انه من اسماء الله تعالىٰ، فان كان دعاء وجب اخفاءه لقوله تعالىٰ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً الخ وان كان اسما من اسماء الله تعالىٰ وجب اخفاءه لقوله تعالىٰ: وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً الاية فان لم يثبت الوجوب فلا اقل من الندبية ونحن نقول بهذا القول۔

(تفسیر کبیر: ج14 ص131 تحت قولہ: اُدْعُوا رَبَّكُمْ)

احادیث مبارکہ:

احادیث مرفوعہ:

دلیل 1:

قد روى الامام الحافظ المحدث ابو داؤد الطيالسى م204ھ قال: حدثنا شعبة، قال: أخبرني سلمة بن كهيل، قال: سمعت حجرا أبا العنبس، قال: سمعت علقمة بن وائل، يحدث عن وائل، وقد سمعته من وائل، أنه صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم فلما قرأ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) قال: «آمين» خَفَضَ بها صوته۔

(مسند ابو داؤد الطیالسی ج1 ص577 رقم: 1117، مسند احمد ج14 ص285 رقم: 18756)

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔

قال الذهبى: على شرط البخارى ومسلم۔

(مستدرک علی الصحیحین ج2 ص608 رقم: 2968 باب قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ، امام ابو زرعہ رازی، امام دار قطنی، امام بیہقی وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ امام شعبہ اس حدیث میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں کہ اس میں راوی حجر ابو السکن ہے لیکن امام شعبہ رحمہ اللہ نے حجر ابو العنبس بیان کیا ہے۔ هكذا قال الترمذى فى جامعه (ج1 ص168 باب ما جاء فی التامین)

جواب نمبر 1:

امام شعبہ صحیحین اور سنن اربعہ کے حافظ، متقن، امیر المؤمنین فی الحدیث اور ثقہ بالاجماع راوی ہیں۔

(التقریب لابن حجر ص301 رقم الترجمہ 2790 وغیرہ)

اور ثقہ راوی کی زیادتی فی السند والمتن عند الجمہور فقہاء و محدثین مقبول ہے۔

والزيادة مقبولة، (صحیح البخاری ج1 ص201 باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری)

أن الزيادة من الثقة مقبولة (مستدرک علی الصحیحین ج1 ص307 کتاب العلم)

لہٰذا امام شعبہ رحمہ اللہ کا حجر ابو العنبس کہنا زیادتی ثقہ ہونے کی وجہ سے مقبول ہے، غلطی نہیں ہے۔

جواب نمبر2:

امام حجر ابو العنبس الکوفی رحمہ اللہ کی دو کنیتیں ہیں۔ 1: ابو العنبس 2: ابو السکن

(1) قال الامام ابن ابی حاتم رازی م 327ھ: حجر بن عنبس ابو السکن ویقال ابو العنبس شیخ کوفی مشهور۔

(الجرح والتعدیل: ج3ص278رقم الترجمہ 3483)

(2) قال الامام ابن حبان م 354ھ: حجر بن العنبس ابو السکن الکوفی وهو الذی یقال له حجر ابو العنبس یروی عن علی ووائل بن حجر روی عنه سلمة بن کهیل۔ (کتاب الثقات لابن حبان ج4ص177)

(3) قال الامام ابن حجر العسقلانی م 852ھ: حجر بن العنبس الحضرمی ابو العنبس ویقال ابو السکن الکوفی۔

قلت[ابن حجر]: وبهذا جزم ابن حبان فی الثقات ان کنیته کاسم ابیه ولکن قال البخاری ان کنیته ابو السکن ،ولا مانع ان یکون له کنیتان۔ (تہذیب التہذیب ج1ص451، التلخیص الحبیر ج1ص237) لہذا امام شعبہ پر وہم کا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

امام شعبہ "حجر ابو العنبس" کہنے میں منفرد نہیں بلکہ امام سفیان ثوری بھی ان کی متابعت تامہ کر رہے ہیں۔ امام سفیان الثوری بھی سلمۃ بن کھیل سے روایت کرتے ہوئے حجر ابو العنبس کہتے ہیں۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ سند بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ۔ (ابو داؤد ج1ص141، 142 باب التامین)

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے امام داؤد والی سند سے اس حدیث کو تخریج کیا ہے جو ایک طریق سے سفیان ثوری سے روایت ہے۔ لیکن یہاں پر انہوں نے تدلیساً ابو العنبس کو گرا دیا ہے۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ و قبیصة قالا حدثنا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الخ (جزء القراۃ للبخاری مترجم از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ص171 رقم الحدیث 235)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

دلیل2:

وقد روی الامام الحافظ المحدث ابوداؤد السجستانی م 275ھ قال حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ)

(سنن ابی داؤد: ج1ص120 باب السکتۃ عند الافتتاح، جامع الترمذی ج1ص59 باب ماجاء فی السکتتین، سنن ابن ماجہ ص61 باب ماجاء فی سکتتی الامام)

اسناده صحيح على شرط الشيخين۔

احادیث موقوفہ ومقطوعہ:

دلیل نمبر1:

قد روی الامام الحافظ المحدث الفقیه ابوجعفر الطحاوی م 321ھ: قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِ {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّأْمِينِ۔

(سنن الطحاوی ج2ص150 باب قراءۃ بسم اللہ فی الصلاۃ، تہذیب الآثار لابن جریر بحوالہ الجوہر النقی علی سنن البیہقی ج2ص58 باب جہر الامام بالتامین)

اسناده حسن ورواته ثقات۔

دلیل نمبر 2:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِآمِينَ.

(المعجم الکبیر ج4 ص566،567 رقم 9201،، الجوہر النقی علی سنن البیہقی ج2 ص57 باب جہر الامام بالتامین، المحلی بالآثار ج2 ص280 مسئلہ نمبر 363)

اسنادہ حسن ورواتہ ثقات۔

دلیل 3:

قد روی الامام الحافظ المحدث الفقیہ محمد بن حسن الشیبانی قال اخبرنا ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم النخعی قال: اربع يُخَافِتُ بِهِنَّ الامامُ؛ سبحانك اللهم وتعوذ من الشیطان وبسم الله وآمین۔

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1 ص162 رقم 83 باب الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم، کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف ص21،22 رقم 106 باب افتتاح الصلوۃ، مصنف عبد الرزاق ج2 ص57 رقم 2599 باب مایخفی الامام)

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات۔

اکثر صحابہ کا عمل:

قد قال الامام الحافظ المحدث علاء الدین بن علی بن عثمان ابن الترکمانی م745ھ : والصواب ان الخبر بالجهر بها والمخافة صحیحان وعمل بكل مِّنْ فِعْلَيْهِ جماعةٌ من العلماء وان كنتُ مختاراً خفضَ الصوتِ بها إذ كان اكثرُ الصحابةِ والتابعينَ على ذلك۔ (الجوہر النقی علی سنن البیہقی: ج2 ص58 باب جہر الامام بالتامین)

ائمہ مجتہدین:

یہ حضرات مجتہدین رحمہم اللہ آمین بالسر کے قائل تھے۔

1: امام اعظم ابوحنیفہ 150ھ:

اربع يخافت بهن الامام سبحانك اللهم ،وتعوذ من الشيطان ،وبسم الله وآمين قال محمد: وبه نأخذ وهو قول ابی حنيفة رحمه الله۔

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1 ص162 رقم 83 باب الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)

2: امام سفیان الثوری م161ھ:

قال الامام سفيان الثوری رحمه الله: ثم يقول آمين سراً سواء كان اماماً اومأموماً او منفرداً۔

(فقہ سفیان الثوری ص561 باب افعال الصلوۃ)

3: امام محمد بن الحسن الشیبانی م189ھ:

اربع يخافت بهن الامام سبحانك اللهم ،وتعوذ من الشيطان ،وبسم الله وآمين قال محمد: وبه نأخذ

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1 ص162 رقم 83 باب الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)

4: امام محمد بن ادریس الشافعی م204ھ:

قال الشافعی فی الجديد ان المنفرد والامام والمأموم كل منهم يسر بآمين جهريةً كانت الصلوة اوسريةً۔

(السعایۃ بحوالہ اوجز المسالک ج1 ص250 باب ماجاء فی التامین خلف الامام)

دلائل غیر مقلدین اور ان کا جواب

دلیل 1:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. (سنن ابی داؤد ج1 ص141، 142 باب التامین)

جواب 1:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی سفیان ثوری ہے جو کہ بقول زبیر علی زئی غضب کا مدلس ہے اور مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے لئے مانع ہے۔ اور مدلس کا حکم یہ ہے کہ اس کی روایت بغیر تصریح سماع کے قابل عمل نہیں (نور العینین ص138، 139، 148)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

اس روایت کے راوی امام سفیان ثوری ہیں اور آپ اخفاءِ آمین کے قائل تھے۔ (فقہ سفیان الثوری: ص561)

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عمل الراوی بخلاف روایته بعد الروایة مما هو خلاف بیقین یسقط العمل به عندنا۔ (المنار مع شرحہ ص190)

کہ راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت سے عمل کو ساقط کر دیتا ہے۔ لہذا یہ روایت منسوخ ہے۔

جواب 3:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل برائے تعلیم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی عادت نہ تھی، جیسا کہ اس روایت سے واضح ہوتا ہے:

روی الامام الحافظ المحدث ابو بشر الدولابی الحنفی م **310ھ**: قال حدثنا الحسن بن علی بن عفان قال حدثنا الحسن بن عطیة قال أنبأنا یحییٰ بن سلمة بن کھیل عن ابیه عن ابی السکن حجر بن عنبس الثقفی قال سمعت وائل بن حجر الحضرمی یقول رأیت رسول اللہ ﷺ حین فرغ من الصلوۃ حتی رأیت خده من هذا الجانب ومن هذا الجانب وقرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال اٰمین یمد بها صوته ما اراه الا یعلمنا۔ (الکنیٰ والاسماء للدولابی ج1 ص441، 442 رقم: 1558)

اسنادہ حسن ورواته ثقاۃ۔

جواب 3 پر اعتراض:

اس کی سند میں یحییٰ بن سلمة بن کھیل ضعیف راوی ہے۔

جواب:

امام یحییٰ بن سلمة بن کھیل الکوفی م172 او 179ھ جامع الترمذی اور صحیح ابن خزیمہ کا مختلف فیہ راوی ہے۔ بعض ائمہ نے جرح کی ہے تو بعض نے ان کی توثیق و تعدیل بھی کی ہے۔ تعدیل و توثیق پیش خدمت ہے:

1: امام ابن حبان: ذکرہ فی الثقات۔ (کتاب الثقات لابن حبان ص655 رقم الترجمہ 11630)

2: امام ابن خزیمہ: "صحیح ابن خزیمہ" میں ان کے طریق سے مروی روایت سے وضع الیدین قبل الرکبتین کے نسخ پر احتجاج کیا ہے۔
(صحیح ابن خزیمہ ج1 ص319 رقم 628 باب ذکر الدلیل علی أن الأمر بوضع الیدین قبل الرکبتین عند السجود منسوخ)

معلوم ہوا کہ یہ راوی امام ابن خزیمہ کے ہاں بھی ثقہ ہے۔

3: امام حاکم: قال هذا حديث صحيح الاسناد۔ (وفیہ یحیی بن سلمۃ بن کھیل)۔ (مستدرک علی الصحیحین: ج2 ص269 تحت رقم الحدیث 2970)

☆ خود غیر مقلدین کے ناصر الدین الالبانی نے ترمذی کی ایک روایت کو "صحیح" کہا ہے اور اس میں یہی "یحیی بن سلمۃ بن کھیل" موجود ہے۔

(راجع جامع الترمذی باحکام الالبانی: تحت رقم الحدیث 3805)

محدثین کے ہاں جو راوی مختلف فیہ ہو اس کی روایات حسن درجہ کی ہوتی ہیں۔ (فتح المغیث: ج3 ص359، قواعد فی علوم الحدیث: ص75)

لہذا یہ روایت حسن ہے۔

دلیل 2:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ { غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ فَقَالَ النَّاسُ آمِينَ

(سنن النسائی ج1 ص144 قِرَاءَةُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ)

جواب 1:

اس کی سند میں محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم ہے، امام ربیع بن سلیمان الشافعی نے اسے "کذاب" کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ج5 ص169 و170)

جواب 2:

اس روایت میں جہر کے الفاظ نہیں اور "قال"، "قیل" اور "قول" وغیرہ سے جہر ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ان الفاظ سے جہر ثابت ہو تا تو کیا:

قَالَ [رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

(صحیح البخاری: ج:1: ص:101 باب إِيجَابِ التَّكْبِيرِ وَافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ)

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَقُولُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

(صحیح البخاری: ج1 ص110 باب يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ)

ان روایات سے جہر ثابت ہوتا ہے، کیا غیر مقلدین "ربنا لك الحمد" میں جہر کرتے ہیں؟ لہذا یہ روایت آمین بالجہر کی دلیل نہیں۔

دلیل 3:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ { غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ } قَالَ آمِينَ حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ۔ (سنن ابن ماجہ: ج1 ص16 باب الجہر بآمین)

کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ عوام الناس نے آمین چھوڑ دی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" کہتے تو آمین اتنی بلند آواز سے کہتے کہ پہلی صف کے نمازی آپ کی آواز سن لیتے۔ پس مسجد اس آواز سے گونج اٹھتی۔

جواب 1:

اس کی سند میں ایک راوی بشر بن رافع ہے، ائمہ حدیث نے اسے ضعیف و مجروح قرار دیا ہے۔ مثلاً:

يحدث بالمناكير، ليس بشئی، ضعيف فی الحديث، لا يتابع فی حديثه، يضعف فی الحديث، منكر الحديث، لا نرىٰ له

حديثاً قائماً. اتفقوا على انكار حديثه،طرح ما رواه، ترك الاحتجاج به، لا يختلف علماء الحديث فی ذلك.

اور بتصریح ابن حبان ان سے موضوع حدیث بھی آئی ہے۔(تہذیب لابن حجر:ج:1:ص:283رقم الترجمہ 823)

لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

جواب 2:

مسجد نبوی کی چھت چھڑیوں کی تھی اور ایسی مسجد میں آواز گونجا نہیں کرتی۔ تو یہ الفاظ بھی اس کے ضعف پر دلالت کرتے ہیں۔

جواب 3:

اس روایت میں "ترك الناس التامين" کے جملے موجود ہیں کہ صحابہ و تابعین بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ چکے تھے، اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آمین بالجہر منسوخ ہو چکی تھی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو صحابہ اور تابعین کیسے چھوڑ سکتے تھے؟! رہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو پیش کرنا تو یہ بیان واقعی کے لیے تھا اور اس میں بھی جو آمین جہراً کا ذکر ہے وہ بطور تعلیم کے ہے۔ (جیسا کہ الکنیٰ والاسماء للدولابی کے حوالے سے گزر چکا ہے)

دلیل 4:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، وَهُوَ ابْنُ الْعَلاَءِ الزُّبَيْدِيُّ ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، وَسَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ ، قَالَ : آمِينَ. ". (صحیح ابن خزیمہ:ج:1:ص:287 باب الجهر بآمين عند انقضاء فاتحة الكتاب)

جواب 1 :

اس روایت میں ایک راوی اسحاق بن ابراہیم الزبیدی ہے۔ ائمہ نے اس پر جرح کی ہے۔ مثلاً:

ليس بثقه، يكذب، ليس بشئی، كذبه محدث حمص محمد بن عوف الطائی.

(تہذیب التہذیب: ج1ص139رقم الترجمہ 406، میزان الاعتدال:ج1ص205رقم الترجمہ 877، المغنی فی الضعفاء:ج 1ص106رقم الترجمہ 540)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

اس روایت کی سند میں دوسرا راوی امام زہری ہے جو کہ بقول زبیر علی زئی کے مدلس ہے۔ (نور العینین:ص118، الحدیث ش32ص23)

اور مدلس بھی طبقہ ثالثہ کا ہے۔ (طبقات المدلسین لابن حجر:ص:109)

اور زبیر علی زئی نے تصریح کی ہے کہ مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔ (نور العینین:ص:168)

خود زبیر علی زئی نے اس حدیث کے تحت لکھا: "میری تحقیق میں راجح یہی ہے کہ امام زہری مدلس ہیں۔ لہذا یہ سند ضعیف ہے" (القول المتین:26)

جواب 3:

صحیح ابن خزیمہ کے حاشیہ پر مشہور غیر مقلد ناصر الدین البانی کے حوالہ سے لکھا ہے: اسناده ضعيف.

(صحیح ابن خزیمہ:ج:1:ص:287 باب الجهر بآمين عند انقضاء فاتحة الكتاب)

دلیل نمبر 5:

أخبرنا أبو طاهر نا أبو بكر نا محمد بن يحيى نا أبو سعيد الجعفي حدثني ابن وهب أخبرني أسامة - وهو ابن زيد - عن نافع عن

ابن عمر كان: إذا كان مع الإمام يقرأ بأم القرآن فأمن الناس أمن ابن عمر ورأى تلك السنة.

(صحیح ابن خزیمہ:ج:1:ص:287رقم الحدیث572)

جواب 1:

اس روایت کی سند میں راوی ابو سعید یحیی بن سلیمان الجعفی ہے. اس پر ائمہ نے جرح کی ہے۔

قال النسائی: لیس بثقة ،و قال ابن حبان: ربما اغرب، و قال ابن حجر :صدوق یخطی وله احادیث منا کیر

(تہذیب لابن حجر:ج6ص144،145رقم الترجمہ 8734، تقریب لابن حجر:ص660رقم الترجمہ 7843، المغنی فی الضعفا:ج2ص518 رقم الترجمہ6984)

اور دوسرا راوی اسامہ بن زید اللیثی ہے۔یہ بھی مجروح ہے۔

قال الامام احمد بن حنبل: لیس بشی ،احادیثه منا کیر ، وقال یحیی بن معین : ضعیف ،وقال ابو حاتم: لا یحتج به، وقال النسائی: لیس بقوی ،وقال ابن حبان: یخطیء ،وتر که ابن القطان .(تہذیب لابن حجر:ج1 ص135رقم الترجمہ392)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

مشہور غیر مقلد ناصر الدین البانی نے حاشیہ ابن خزیمہ پر تصریح کی ہے:

قال الألبانی : إسناده ضعیف أبو سعید الجعفی اسمه یحیی بن سلیمان صدوق یخطئ وأسامة بن زید إن کان العدوی فضعیف وإن کان اللیثی فهو صدوق یهم و کلاهما یروی عن نافع وعنهما ابن وهب(حاشیہ ابن خزیمہ:ج:2:ص:287)

خلاصہ یہ کہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 3:

یہ روایت موقوف بھی ہے اور موقوفات صحابہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔

1:وقول صحابی حجت نباشد(عرف الجادی:ص38، فتاوی نذیریہ:ج:1:ص:340،622)

2: وفعل الصحابی لا یصلح للحجة (التاج المکلل از نواب صدیق حسن خان:ص:207)

3:افعال الصحابة رضی الله عنهم لا تنتهض للاحتجاج بها . (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی:ص58)

4:صحابہ کا قول حجت نہیں۔(عرف الجادی:ص101)

5:صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔(بدور الاہلہ:ج1ص28)

6:آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔(عرف الجادی:ص80)

7:خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایاہے۔(عرف الجادی:ص80)

8:موقوفات صحابہ حجت نہیں۔(بدورالاہلہ:ص129)

دلیل نمبر 6:

حدثنا العباس بن الولید الخلال الدمشقی. حدثنا مروان بن محمد وأبو مهر قالا حدثنا خالد بن یزید بن صبیح المرمی حدثنا طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس قال : - قال رسول الله صلی الله علیه و سلم (ما حسدتکم الیهود علی شیء ما حسدتکم علی آمین. فأ کثروا من قول آمین) (سنن ابن ماجہ:ص:61باب الجہر بآمین)

جواب 1:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی طلحہ بن عمرو المکی جو عند الجمہور سخت ضعیف ہے ائمہ نے اسے: لا شی، متروك الحديث، ليس بشی، ضعيف، ليس بالقوی عندهم، ليس بالحافظ، وعامة ما يرويه لا يتابعه عليه، وكان ممن روی عن الثقات ما ليس من حديثهم لا يحل كتب حديثهم من روايته عنه الا على جهة التعجب۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص18، 19، میزان الاعتدال: ج2 ص 261، 262، المغنی فی الضعفاء: ج1 ص502)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعاً صحیح سند کے ساتھ یوں الفاظ بھی آئے ہیں:

ان اليهود قوم حَسَدٍ وهم لا يحسدون على شئی كما يحسدون على السلام وعلى آمين

(صحیح ابن خزیمہ: ج:1: ص:288 رقم الحدیث:574 باب الجہر بآمین عند انقضاء فاتحۃ الکتاب فی الصلاۃ)

اور ایک روایت میں " اللهم ربنا لك الحمد" پر حسد کے جملے بھی آئے ہیں، مثلاً:

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: لَمْ يَحْسُدُونَا الْيَهُودُ بِشَيْءٍ مَا حَسَدُونَا بِثَلاَثٍ : التَّسْلِيمِ، وَالتَّأْمِينِ، وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج:2: ص:56 باب التَّأْمِينِ.)

تو کیا سارے غیر مقلدین مخالفت یہود کرتے ہوئے نماز میں "اللهم ربنا لك الحمد" اور "السلام عليكم ورحمة الله" جہراً کہتے ہیں؟

دلیل 7:

أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَاءَهُ حَتَّى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً (صحیح البخاری: ج1 ص107 باب جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ)

جواب 1:

امام بخاری نے اس کی سند بیان نہیں کی بلکہ ترجمۃ الباب میں لائے ہیں اور بقول زبیر علی زئی کے بے سند بات قابل حجت نہیں۔

(الحدیث شمارہ 59: ص:33)

جواب 2:

یہ روایت ان کتب میں موجود ہے:

[۱]: مصنف عبد الرزاق میں "عن ابن جریج عن عطاء" کے طریق سے

اس میں پہلا راوی عبد الرزاق ہے۔ زبیر علی زئی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اور مصنف عبد الرزاق والی روایت میں عبد الرزاق مدلس اور روایت معنعن......لہذا یہ سند بھی ضعیف ہے" (ضرب حق: ش33 ص16)

اور خیر سے عبد الرزاق کی یہ روایت بھی معنعن ہے۔

[۲]: مسند الشافعی میں "مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء" کے طریق سے

اولاً...... اس میں پہلا راوی امام شافعی ہے، آپ خود فرماتے ہیں:

وَلَا أُحِبُّ أَنْ يَّجْهَرُوْا بِهَا۔ (کتاب الام: ج1 ص277 باب التامین عند الفراغ من قراءۃ ام القرآن)

میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ (مقتدی) بلند آواز سے آمین کہیں۔

جب راوی کا عمل وفتویٰ اپنی مروی کے خلاف ہو تو یہ اس کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عمل الراوی بخلاف روایته بعد الروایة مما هو خلاف بیقین یسقط العمل به عندنا۔ (المنار مع شرحہ ص190)

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

ثانیاً..... دوسرا راوی امام شافعی کا استاذ "مسلم بن خالد" ہے۔ یہ ضعیف عند الجمہور ہے:

1: امام ابو داؤد: ضعفه لكثرة غلطه۔ (الکاشف للذہبی: ج2 258)

2: امام ابو حاتم الرازی: لیس بذاك القوی، منكر الحدیث......لا یحتج به۔ (الجرح والتعدیل: ج8 ص183)

3: امام بخاری: منكر الحدیث۔ (التاریخ الکبیر: ج7 ص260، الضعفاء الصغیر: ص115)

4: امام نسائی: مسلم بن خالد الزنجی ضعیف۔ (الضعفاء المتروکین للنسائی: ص238)

وقال ایضاً: لیس بالقوی فی الحدیث۔ (تسمیۃ فقہاء الامصار: ص127)

5: امام علی بن المدینی: لیس بشئی۔ (الجرح والتعدیل: ج8 ص183)

وقال ایضاً: منكر الحدیث (الکامل لابن عدی: ج6 ص308)

6: امام ساجی: كثیر الغلط، كان یری القدر (میزان الاعتدال: ج3 ص165)

7: امام ابن سعد: وكان كثیر الغلط و الخطاء فی حدیثه (الطبقات الکبریٰ: ج5 ص449)

8: امام ابن حبان: كان مسلم یخطئی احیانا (کتاب الثقات: ج7 ص448)

9: امام عثمان الدارمی: لیس بذاك فی الحدیث (تہذیب التہذیب: ج10 ص115)

10: امام یحیٰ بن معین: فما انكروا علیه حدیثه عن ابن جریج عن عطاء۔ (تہذیب التہذیب: ج10 ص115)

کہ اس کی روایت "عن ابن جریج عن عطاء" منکر ہوتی ہے اور زیر نظر روایت بھی اسی طریق سے ہے۔

11: علامہ عینی: ضعیف (البنایۃ شرح الہدایۃ: ج1 ص635)

12: امام ابوزرعہ الرازی: منكر الحدیث (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: ج1 ص635)

☆ حتی کہ زبیر علی زئی نے لکھاہے: "مسلم بن خالد عند الجمہور ضعیف تھے" (القول المتین: ص48)

لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

جواب 3:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور دیگر لوگ سب امتی ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک ان کے افعال و اقوال حجت نہیں ۔ (حوالہ جات گزر چکے)

جواب 4:

اس اثر میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ سورۃ فاتحہ کے بعد والی آمین ہے۔ ممکن ہے کہ یہ آمین قنوت نازلہ فی الفجر والی ہو۔ چنانچہ خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولعله حین كان یقنت فی الفجر علی عبد الملك وكان هو یقنت علی ابن زبیر و فی مثل هذه الایام تجری المبالغات

(فیض الباری ج2 ص290 باب جہر الامام بالتامین)

جواب 5:

صحیح بخاری کے اس اثر میں أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ (فعل ماضی) کا ذکر ہے، اس سے دوام اور تکرار ثابت نہیں ہوتا۔

جواب 6:

حضرت ابن زبیر صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ہجرت کے بعد اول مولود فی المدینۃ کہلائے۔ آپ نے آمین بالجہر کا عمل کیا جبکہ کبار صحابہ مثلاً حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت علی کے ہاں اس طرح کی آمین کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان تمام حضرات کے خلاف یہ عمل اختیار کرنے میں ضرور کوئی مصلحت ہے اور وہ تعلیم ہی ہو سکتی ہے۔ مثلاً حضرت عبد اللہ بن زبیر ہی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھنے کا اثر منقول ہے۔ علامہ زیلعی نے اس کی مصلحت یہ بیان فرمائی ہے:

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْهَادِي: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، لَكِنَّهُ يُحْمَلُ عَلَى الْإِعْلَامِ بِأَنَّ قِرَاءَتَهَا سُنَّةٌ. فَإِنَّ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ كَانُوا يُسِرُّونَ بِهَا، فَظَنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ أَنَّ قِرَاءَتَهَا بِدْعَةٌ، فَجَهَرَ بِهَا مَنْ جَهَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ لِيُعْلِمُوا النَّاسَ أَنَّ قِرَاءَتَهَا سُنَّةٌ، لَا أَنَّهُ فِعْلُهُ دَائِمًا

(نصب الرایۃ ج1 ص357 باب صفۃ الصلاۃ)

یہی بات ہم آمین بالسر میں کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر نے آمین جہراً کہہ کر لوگوں کو تعلیم دی کہ اس مقام پر آمین کہنا سنت ہے۔

دلیل نمبر 8:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ۔ (صحیح البخاری: باب جہر الامام بالتامین)

غیر مقلد کہتے ہیں کہ مقتدی کو پابند کیا گیا ہے کہ جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ ظاہر ہے مقتدی کو آمین کا پتا اس وقت چلے گا جب امام زور سے آمین کہے۔

جواب 1:

یہ بات طے شدہ ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پر آمین کہنا ہے۔ اس لیے جب مقتدی غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ سنتا ہے تو اس کو علم ہو جاتا ہے کہ امام اب آمین کہے گا، لہذا اس سے جہر ثابت نہیں ہوتا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

موضعہ معلوم فلا یستلزم الجہر بہ۔ (بذل المجہود ج2 ص101 باب التامین وراء الامام)

جواب 2:

دیگر روایات (مثلاً: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} فَقُولُوا آمِينَ۔ صحیح البخاری ج1 ص108)

میں مقتدی کے "آمین" کہنے کو امام کے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہنے پر معلق کیا گیا ہے کہ جب مقتدی "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" سنے تو آمین کہے، تو یہ دلیل ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں:

بل ہو یدل علی الاسرار و الا فلا یحتاج الی التقدیر ولا الضالین۔ (حاشیۃ بذل المجہود ج2 ص104 باب التامین وراء الامام)

جواب 3:

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں لیکن ان کی آمین ہمیں سنائی نہیں دیتی۔ لہذا ان کی موافقت اسی صورت میں ہے کہ جب آمین آہستہ کہی جائے۔